ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

AIOU LIBRARY
aioulibrary.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 0240

Program: Matric (Dars-e-Nizami)

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیۃ اللغۃ العربیۃ والدراسات الاسلامیۃ — شعبہ حدیث وعلوم حدیث

کورس: قرآن حکیم (240)

پروگرام / سطح: میٹرک (نیا نظامی پروگرام)

سمسٹر: خزاں 2026ء (Autumn 2026)

امتحانی مشق نمبر 2

کل نمبر: 100 — کامیابی کے نمبر: 40

AIOU LIBRARY aioulibrary.com

SOLVED ASSIGNMENT GUIDE — For Study & Reference

نوٹ برائے طلبہ: یہ حل شدہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے لیے ہے۔ براہِ کرم اسے ہو بہو نقل نہ کریں؛ ہر جواب کو سمجھ کر اپنے الفاظ میں لکھیں، کیونکہ یونیورسٹی کی ہدایات کے مطابق نقل شدہ (Plagiarised) مشق مسترد ہو سکتی ہے۔ اس گائیڈ میں آیات کا ترجمہ مفہوم کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اور تفسیری نکات معروف تفسیری روایت کے خلاصے کے طور پر بیان کیے گئے ہیں؛ عملی شرعی مسائل میں مستند علماء کرام سے رجوع کریں۔

سوال نمبر 1

سوال نمبر 1: سورۃ العادیات کا ترجمہ کرتے ہوئے اس کے جار مجرور کو علیحدہ کریں۔ (20)

تعارف

سورۃ العادیات قرآن مجید کی سو نمبر سورت ہے، اس میں گیارہ آیات ہیں اور اس کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے؛ مضمون کے اعتبار سے اس کا پہلا حصہ قیامت کے منظر اور دوسرا حصہ انسان کی ناشکری اور مال کی محبت کی مذمت پر مشتمل ہے۔ سورت کا آغاز جنگی گھوڑوں کی قسموں سے ہوتا ہے جو دوڑتے ہوئے ہانپتے ہیں، جن کے کھروں سے چنگاریاں نکلتی ہیں اور جو صبح کے وقت دشمن پر اچانک حملہ کر کے غبار اڑاتے اور فوج کے درمیان گھس جاتے ہیں۔ ان قسموں کے بعد اصل مقصد بیان ہوا ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے، وہ خود اس پر گواہ ہے اور مال کی محبت میں شدید ہے۔ آخر میں قیامت کا منظر ہے کہ جب قبروں میں جو کچھ ہے اسے نکال باہر کیا جائے گا اور سینوں میں چھپے راز ظاہر کر دیے جائیں گے تو اس دن ان کا رب ان سے خوب باخبر ہو گا۔ اس سوال میں سورت کے ترجمے کے ساتھ اس میں آنے والے جار مجرور مرکبات کو الگ کرنا بھی مطلوب ہے، اس لیے ترجمہ و تفسیر کے بعد نحوی حصہ الگ عنوان کے تحت پیش کیا گیا ہے۔

ترجمہ (مفہوم)

مفہوم یہ ہے: قسم ہے ان دوڑنے والے گھوڑوں کی جو ہانپتے ہیں، پھر کھروں سے چنگاریاں نکالنے والوں کی، پھر صبح کے وقت حملہ کرنے والوں کی، پھر اس سے غبار اڑانے والوں کی، پھر اس وقت فوج کے بیچ میں گھس جانے والوں کی۔ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے اور وہ خود اس بات پر گواہ ہے، اور بے شک وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ جب قبروں میں جو کچھ ہے اسے الٹ پلٹ کر نکالا جائے گا اور سینوں میں جو کچھ ہے وہ ظاہر کر دیا جائے گا، تو بے شک اس دن ان کا رب ان کے حال سے خوب باخبر ہو گا۔ اس ترجمے میں گھوڑوں کی یہ تصویریں عرب کے جنگی ماحول کی ہیں، جہاں گھوڑا اپنے مالک کے لیے جان کی بازی لگا دیتا تھا؛ قرآن اس وفاداری کو سامنے رکھ کر انسان سے سوال کرتا ہے کہ گھوڑا اپنے مالک کا شکر گزار ہوتا ہے، تم اپنے رب کے کیوں نہیں ہوتے جس نے تمہیں ہر نعمت دی ہے۔

تفسیر و تشریح

اس سورت کی تفسیر میں پہلا اہم نکتہ قسموں اور مقسم علیہ کا تعلق ہے: گھوڑے کی وفاداری، مشقت برداشت کرنا اور مالک کے اشارے پر موت کے منہ میں کود جانا انسان کے لیے آئینہ ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کا اپنے خالق کے ساتھ رویہ کیا ہے۔ دوسرا نکتہ لفظ "کنود" کی وضاحت ہے جس کے معنی ہیں نعمتوں کو گن گن کر بھلا دینے والا اور مصیبتوں کو

یاد رکھنے والا؛ یہ انسان کی عام نفسیات ہے کہ اسے تکلیف تو ہمیشہ یاد رہتی ہے مگر نعمتیں معمول بن کر بھول جاتی ہیں۔ تیسرا نکتہ مال کی محبت کی شدت ہے؛ مال بذات خود برا نہیں، مگر جب اس کی محبت انسان کو بخل، حرص اور حقوق العباد کی کوتاہی تک لے جائے تو وہ اللہ کی ناشکری کا سبب بن جاتی ہے۔ چوتھا نکتہ قیامت کے دو مناظر ہیں: قبروں کا کھلنا ظاہری اعمال کا ظہور ہے اور سینوں کے رازوں کا کھلنا باطنی نیتوں کا ظہور؛ یعنی اس دن نہ عمل چھپے گا نہ نیت، اور اللہ کی باخبری کا ذکر اس لیے ہے کہ انسان دنیا میں خود کو دھوکا دے سکتا ہے مگر اپنے رب کو نہیں۔ اس لیے سورت کا عملی پیغام یہ ہے کہ شکر کو عادت بنایا جائے، مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے اور نیتوں کی اصلاح کی جائے تاکہ اس دن شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

جار مجرور کی فہرست

نحو میں "جار مجرور" اس مرکب کو کہتے ہیں جو کسی حرف جر اور اس کے بعد آنے والے اسم مجرور سے مل کر بنتا ہے، جیسے "فِي الْقُبُورِ" میں "فِي" حرف جر اور "الْقُبُورِ" اسم مجرور ہے۔ حرف جر اسم کو جر کی حالت دیتا ہے اور یہ مرکب عموماً فعل یا شبیہ فعل سے متعلق ہو کر جملے کی تکمیل کرتا ہے۔ سورۃ العادیات مختصر سورت ہے اس لیے اس میں جار مجرور کی مثالیں کم مگر واضح ہیں۔ اس میں حرف جر کے طور پر "باء"، "لام" اور "فِي" استعمال ہوئے ہیں۔ نیچے دی گئی فہرست میں ہر مرکب کے ساتھ اس کا سادہ مفہوم بھی درج کیا گیا ہے تاکہ طالب علم کو صرف شناخت ہی نہیں بلکہ مفہوم سے تعلق بھی واضح ہو جائے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ضمیر کی طرف لوٹنے والے حروف، جیسے "لَہ" یا "بِہِمْ"، بھی جار مجرور ہی شمار ہوتے ہیں کیونکہ ضمیر یہاں اسم مجرور کی جگہ پر ہے۔

سادہ مفہوم	حرف جر	جار مجرور	نمبر
مال کی محبت میں / کی وجہ سے	باء	بِحُبِّ الْخَيْرِ	1
اپنے رب کے لیے / کا	لام	لِرَبِّهِ	2

قبروں میں	فِی	فِی الْقُبُورِ	3
ان کے بارے میں / ان سے	باء	بِهِمْ	4
ان کے رب (کی باخبری ان) کے لیے	لام	لِرَبِّهِمْ	5

ان مثالوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی مثال میں باء سببیت کے معنی میں ہے کہ مال کی محبت ہی انسان کی ناشکری کی ایک بڑی وجہ ہے؛ دوسری اور پانچویں مثال میں لام اختصاص و ملکیت کا مفہوم دیتا ہے؛ تیسری مثال میں "فِی" ظرفیت یعنی کسی چیز کے اندر ہونے کو ظاہر کرتا ہے؛ اور چوتھی مثال میں باء اس تعلق کو ظاہر کرتی ہے جس کے ذریعے اللہ کی باخبری کا دائرہ تمام انسانوں تک پھیلتا ہے۔ طالب علم کو چاہیے کہ وہ ترجمہ پڑھتے ہوئے ان مرکبات کو پہچانے، کیونکہ عربی متن کے مفہوم کی درستی کا بڑا دارومدار حروف جر کے صحیح معنی پر ہوتا ہے؛ حرف بدل جائے تو جملے کا مفہوم بدل جاتا ہے۔ اسی مشق سے نحو کی یہ بنیادی صلاحیت پیدا ہوتی ہے جو آگے کی سورتوں کے ترجمے میں بھی کام آئے گی۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ سورۃ العادیات گھوڑوں کی وفاداری کو آئینہ بنا کر انسان کی ناشکری، مال کی محبت اور قیامت کے حساب کی حقیقت بیان کرتی ہے۔ اس کے ترجمے سے سورت کا پیغام واضح ہوتا ہے اور جار مجرور کی شناخت سے اس کے نحوی حسن اور مفہوم کی باریکی بھی سامنے آتی ہے۔ طالب علم کے لیے عملی سبق یہ ہے کہ وہ اپنی نعمتوں کا شمار شکوے کے بجائے شکر کے لیے کرے، مال کو محبت کا مرکز بنانے کے بجائے اللہ کی رضا کا ذریعہ بنائے، اور اپنی نیتوں کو صاف رکھے کیونکہ ایک دن سینوں کے راز بھی کھول دیے جائیں گے اور ہر شخص اپنے رب کے سامنے بے نقاب کھڑا ہو گا۔

سوال نمبر 2

سوال نمبر 2: سورۃ الانشراح کا ترجمہ کرتے ہوئے اس سے مرکب اضافی کی فہرست بنائیں۔ (20)

تعارف

سورۃ الانشراح قرآن مجید کی چورانوے نمبر سورت ہے، اس میں آٹھ آیات ہیں اور یہ مکی سورت ہے۔ اسے سورۃ الشرح اور سورۃ الم نشرح بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین عظیم نعمتوں کی یاد دلاتا ہے: سینے کا کھول دیا جانا، بوجھ کا اتار دیا جانا اور ذکر کا بلند کیا جانا؛ پھر یہ آفاقی اصول بیان فرماتا ہے کہ ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے، اور آخر میں ہدایت ہے کہ جب فارغ ہوں تو عبادت میں محنت کریں اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت رکھیں۔ یہ سورت مشکل دور میں نازل ہونے والی تسلی و حوصلے کی سورت ہے اور اس کا پیغام ہر پریشان حال مسلمان کے لیے آج بھی اسی طرح زندہ ہے۔ اس سوال میں ترجمے کے ساتھ سورت سے مرکب اضافی کی فہرست مرتب کرنا مطلوب ہے، اس لیے نحوی حصے میں ہر مثال کے مضاف اور مضاف الیہ کو الگ کر کے دکھایا گیا ہے۔

ترجمہ (مفہوم)

مفہوم یہ ہے: کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟ اور ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی پیٹھ جھکا دی تھی، اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ پس بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے، بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ لہٰذا جب آپ فارغ ہوں تو محنت کیجیے اور اپنے رب ہی کی طرف دل لگائیے۔ اس ترجمے میں "شرح صدر" سے مراد سینے کا وہ روحانی کھلاؤ ہے جس سے دل وحی کو قبول کرنے، حق پر ثابت قدم رہنے اور امت کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہو جاتا ہے؛ اور "بوجھ" سے مراد وہ ذمہ داری و فکریں ہیں جو نبوت کے منصب کے ساتھ وابستہ تھیں اور جن کا اتارنا اللہ کی خاص عنایت تھی۔ "ذکر کا بلند ہونا" اس طرح ظاہر ہوا کہ آذان، اقامت، خطبے اور کلمے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اللہ کے نام کے ساتھ لیا جانے لگا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔

تفسیر و تشریح

اس سورت کے تفسیری نکات میں سب سے پہلا نکتہ نعمتوں کی یاد دہانی کا اسلوب ہے؛ اللہ تعالیٰ ماضی کی نعمتیں یاد دلا کر مستقبل کی تسلی دیتا ہے کہ جس رب نے کل سینہ کھولا، بوجھ اتارا اور ذکر بلند کیا، وہی آج کی تنگی کو بھی آسانی میں بدلے گا۔ دوسرا نکتہ "تنگی کے ساتھ آسانی" کی تکرار ہے؛ علماء نے بیان کیا ہے کہ آیت میں تنگی ایک ہی مذکور ہے

جبکہ آسانیاں متعدد ہو سکتی ہیں، گویا ایک تنگی پر کئی آسانیاں غالب آتی ہیں، اور یہ اللہ کا اپنے بندوں کے لیے پختہ وعدہ ہے، بشرطیکہ صبر و یقین قائم رہے۔ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ آسانی تنگی کے بعد نہیں بلکہ اس کے "ساتھ" فرمائی گئی ہے، یعنی مشکلات کے دور میں بھی اللہ کی طرف سے سکون، مدد اور راستے کی صورت میں آسانی موجود ہوتی ہے؛ مومن کی نظر اس آسانی پر ہو تو مشکل ہلکی ہو جاتی ہے۔ چوتھا نکتہ آخری دو آیتوں کا عملی پروگرام ہے کہ فراغت کو غفلت میں ضائع نہ کیا جائے: دنیاوی مشغولیت سے فارغ ہو کر عبادت و دعا میں محنت کی جائے اور دل کی رغبت کا مرکز صرف اللہ ہو۔ یہی وہ توازن ہے جو مومن کی زندگی کو دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب بناتا ہے۔

مرکب اضافی کی فہرست

مرکب اضافی اس ترکیب کو کہتے ہیں جس میں ایک اسم دوسرے اسم کی طرف مضاف ہو اور ان کے درمیان اضافت کا تعلق ہو؛ پہلے اسم کو مضاف اور دوسرے کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ اس سورت میں زیادہ تر مرکبات میں مضاف الیہ ضمیر ہے، جیسے "صَدْرَکَ" یعنی آپ کا سینہ، جس میں "صَدْر" مضاف اور "کَ" یعنی آپ کی ضمیر مضاف الیہ ہے۔ اردو ترجمے میں یہی تعلق "کا، کے، کی" سے ظاہر ہوتا ہے، اس لیے ترجمہ پڑھتے ہوئے ترکیب کی شناخت آسان ہو جاتی ہے۔ نیچے کی فہرست میں سورت کے نمایاں مرکب اضافی مثالوں کے ساتھ ان کا مفہوم بھی درج ہے۔

نمبر	مرکب اضافی	مضاف	مضاف الیہ	مفہوم
1	صَدْرَکَ	صَدْر	کَ (آپ)	آپ کا سینہ
2	وِزْرَکَ	وِزْر	کَ (آپ)	آپ کا بوجھ
3	ظَهْرَکَ	ظَهْر	کَ (آپ)	آپ کی پیٹھ
4	ذِكْرَکَ	ذِكْر	کَ (آپ)	آپ کا ذکر

آپ کا رب	کَ (آپ)	رَبّ	رَبِّکَ	5

ان مثالوں سے ایک دلچسپ نحوی مشاہدہ بھی سامنے آتا ہے کہ پوری سورت کا محور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے، اس لیے مضاف الیہ کے طور پر بار بار "کَ" یعنی آپ کی ضمیر آئی ہے اور ہر نعمت براہ راست آپ سے نسبت پا کر بیان ہوئی ہے۔ یہ اس سورت کے اسلوب تسلی کو بھی مضبوط کرتا ہے کہ نعمتیں کسی عام بیان کے طور پر نہیں بلکہ ذاتی عنایت کے طور پر گنوائی گئی ہیں۔ طالب علم کے لیے مشق کا فائدہ یہ ہے کہ وہ ضمیر کی اضافت کو پہچاننا سیکھتا ہے، کیونکہ قرآنی عربی میں اضافت کی سب سے عام صورت یہی ضمیری اضافت ہے۔ آگے دیگر سورتوں میں بھی یہی اصول کام آئے گا کہ جہاں اردو میں کسی شخص یا چیز کے ساتھ "کا، کے، کی" آئے وہاں عموماً عربی میں اضافت موجود ہوتی ہے۔

اس سورت کا ایک اور لطیف نکتہ یہ ہے کہ اس میں وعدہ تنگی کے ختم ہو جانے کا نہیں بلکہ اس کے ساتھ آسانی کے موجود ہونے کا ہے، کیونکہ مومن کی زندگی مشکلات سے خالی نہیں ہوتی؛ فرق یہ پڑتا ہے کہ اہل ایمان مشکل میں اجنبی نہیں رہتے، ان کے ساتھ ان کے رب کی معیت، دعا کی قبولیت اور صبر کا نور موجود ہوتا ہے۔ اسی بنا پر مفسرین نے اس سورت کو مصیبت زدہ دلوں کی دوا قرار دیا ہے اور اہل علم کا معمول رہا ہے کہ وہ پریشانی کے وقت اس کی تلاوت اور اس کے مفہوم پر غور کرنے کی تلقین کرتے ہیں، کیونکہ جو دل اس اصول کو اپنا لے کہ تنگی کبھی آسانی سے خالی نہیں ہوتی، وہ دل مایوسی کے اندھیرے میں بھی امید کی کرن دیکھ لیتا ہے؛ اور امید ہی وہ سرمایہ ہے جو انسان کو مزید محنت اور عبادت پر آمادہ رکھتا ہے۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ سورۃ الانشراح نعمتوں کی یاد، تنگی کے ساتھ آسانی کے وعدے اور عبادت کی طرف رغبت کی ہدایت پر مشتمل سورت ہے۔ اس کے ترجمے سے اس کا تسلی بخش پیغام واضح ہوتا ہے اور مرکب اضافی کی فہرست سے اس کی نحوی ساخت بھی طالب علم کے سامنے آ جاتی ہے۔ عملی سبق یہ ہے کہ مومن مشکلات میں ماضی کی نعمتوں کو یاد کر

کے حوصلہ پکڑے، اللہ کے وعدے پر یقین رکھے اور فراغت کے اوقات کو عبادت اور اپنے رب سے تعلق مضبوط کرنے میں صرف کرے؛ یہی وہ راستہ ہے جس سے سینے کا کھلاؤ دنیا میں بھی نصیب ہوتا ہے اور آخرت کی کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے۔

سوال نمبر 3

سوال نمبر 3: سورۃ العلق کی آیات 6 تا 19 کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں۔ (20)

تعارف

سورۃ العلق قرآن مجید کی چھیانوے نمبر سورت ہے۔ اس کی پہلی پانچ آیات وہ اولین وحی ہیں جو غار حرا میں نازل ہوئیں اور جن سے نبوت کا آغاز ہوا؛ ان میں پڑھنے، قلم اور علم کی عظمت بیان ہوئی ہے۔ سوال میں اس سورت کی آیات چھ تا انیس کا ترجمہ و تفسیر مطلوب ہے، جو سورت کا دوسرا حصہ ہے۔ اس حصے کا مرکزی موضوع انسان کی سرکشی ہے جو خود کو بے نیاز سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے، اور اس کے مقابلے میں اللہ کی نگرانی، عبادت گزار بندے کی حفاظت اور سجدے کے ذریعے قرب الٰہی کی بشارت ہے۔ اس حصے کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے پاس نماز پڑھنا شروع کی تو ابو جہل نے آپ کو دھمکی دی اور نماز سے روکنے کی کوشش کی؛ انہی رویوں کی مذمت اور ان کا انجام ان آیات میں بیان ہوا ہے۔ اس لیے یہ حصہ دعوت کے ابتدائی دور کی مزاحمت اور اس کے مقابل صبر و عبادت کا منظر پیش کرتا ہے۔

ترجمہ (مفہوم)

مفہوم یہ ہے: خبردار! بے شک انسان سرکشی کرتا ہے، اس وجہ سے کہ وہ خود کو بے نیاز دیکھتا ہے۔ بے شک آپ کے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ بھلا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو روکتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے؟ بھلا بتائیے اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا پرہیزگاری کا حکم دیتا ہو؟ بھلا بتائیے اگر اس روکنے والے نے جھٹلایا اور منہ پھیرا؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟ خبردار! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے، وہ پیشانی جو جھوٹی اور خطاکار ہے۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کو

بلالے، ہم بھی دوزخ کے داروغوں کو بلالیں گے۔ خبردار! اس کی بات نہ مانیے، سجدہ کیجیے اور قریب ہو جایئے۔ یہ ترجمہ بتاتا ہے کہ آیات کا رخ ایک طرف سرکش انسان کی نفسیات کی طرف ہے اور دوسری طرف اس نماز پڑھنے والے بندے کی طرف جس کی نماز بظاہر کمزوری نظر آتی ہے مگر درحقیقت وہی اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

تفسیر و تشریح

ان آیات کی تفسیر کا پہلا نکتہ سرکشی کی جڑ ہے: قرآن نے سرکشی کی وجہ دولت یا طاقت بذات خود نہیں بتائی بلکہ "خود کو بے نیاز سمجھنا" بتایا ہے۔ جب انسان یہ بھول جاتا ہے کہ اس کا سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے اور انجام کار اسی کی طرف لوٹنا ہے تو وہ حدود سے تجاوز کرنے لگتا ہے۔ یہ ایک آفاقی نفسیاتی قانون ہے جو ہر دور میں اسی طرح صادق آتا ہے۔ دوسرا نکتہ "اللہ دیکھ رہا ہے" کی تنبیہ ہے؛ یہ چھوٹا سا جملہ انسانی اخلاق کی سب سے مضبوط بنیاد ہے۔ جو شخص یہ یقین رکھے کہ اس کا رب اسے ہر حال میں دیکھ رہا ہے وہ ظلم و زیادتی سے خود بخود رک جاتا ہے۔ تیسرا نکتہ نماز سے روکنے والے کے انجام کی صورت ہے کہ اسے پیشانی سے پکڑا جائے گا؛ پیشانی کو جھوٹا اور خطاکار اس لیے کہا گیا کہ جھوٹ و خطا کے ارادے و فیصلے کا مرکز یہی ہے اور یہی حصہ ذلت کے ساتھ پکڑے جانے کے لیے منتخب ہوا۔ چوتھا نکتہ "ساتھیوں" اور "داروغوں" کے مقابلے کا ہے کہ سرکش اپنی مجلس و گروہ پر ناز کرتا ہے، مگر اللہ کے فرشتوں کے سامنے اس کی جمعیت کوئی کام نہ آئے گی۔ آخری آیت کا حکم سب سے قیمتی ہے کہ ایسے ماحول میں مایوس ہونے یا جھگڑنے کے بجائے سجدہ کیا جائے، کیونکہ بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے؛ یہ آیت تلاوت کے سجدے والی آیات میں سے ہے، اس لیے اسے پڑھنا یا سننا سجدہ تلاوت کا موجب بھی بنتا ہے۔

ان آیات سے دعوت و تبلیغ کے کارکن اور عام مومن دونوں کے لیے بڑے اسباق ملتے ہیں۔ پہلا سبق یہ ہے کہ حق کی راہ میں رکاوٹیں آنا کوئی نئی بات نہیں؛ نماز جیسی خالص عبادت کو بھی روکنے والے پیدا ہوتے ہیں، مگر جواب رکاوٹ سے گھبرانا نہیں بلکہ عبادت میں مزید استقامت ہے۔ دوسرا سبق یہ ہے کہ انسان کی عزت و ذلت کا فیصلہ دنیا کی مجالس نہیں کرتیں؛ اللہ کے ہاں مرتبہ اس کا ہے جو سجدہ گزار ہے، چاہے دنیا اسے کمزور ہی کیوں نہ سمجھے۔ تیسرا سبق "لوٹ کر رب کی طرف جانا ہے" کی یاد دہانی ہے جو مال و

طاقت کے نشے کا بہترین علاج ہے۔ طالب علم کو ان آیات سے یہ بھی سیکھنا چاہیے کہ سورت کا یہ حصہ اولین وحی کے علم و قلم کے پیغام کو مکمل کرتا ہے: علم انسان کو عاجزی سکھائے تو نعمت ہے، اور اگر وہی علم و مال خود پسندی پیدا کر دے تو سرکشی کا ذریعہ بن جاتا ہے؛ فیصلہ انسان کے رویے پر ہوتا ہے۔

ان آیات کی روشنی میں ایک معاشرتی سبق یہ بھی نکلتا ہے کہ عبادت میں رکاوٹ پیدا کرنے والے رویے ہمیشہ کھلی دشمنی کی صورت میں نہیں آتے؛ کبھی مذاق، کبھی دباؤ اور کبھی ماحول کی بے توجہی بھی انسان کو نماز و نیکی سے دور کر دیتی ہے۔ قرآن کا حکم یہ ہے کہ ایسی صورت میں ردعمل جھگڑا نہیں بلکہ سجدہ ہے، کیونکہ سجدہ انسان کو اس ذات سے جوڑ دیتا ہے جس کے قبضے میں ہر رکاوٹ کا حل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس آیت کو سجدۂ تلاوت کی آیات میں رکھا گیا ہے تاکہ پڑھنے والا اس پیغام کو صرف سنے ہی نہیں بلکہ عمل کر کے اس قرب کو محسوس بھی کرے؛ زبان سے پڑھا ہوا سبق دل میں اتر جائے تو زندگی بدل جاتی ہے، اور یہی تبدیلی ان آیات کا اصل مقصود ہے۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ سورۃ العلق کی آیات چھ تا انیس سرکشی کی نفسیات، اللہ کی نگرانی کے یقین، نماز کی حفاظت اور سجدے کے قرب کو بیان کرتی ہیں۔ ان کا ترجمہ ابو جہل جیسے رویوں کی مذمت اور اطاعت گزار بندے کی قدر سامنے لاتا ہے، جبکہ ان کی تفسیر ہر دور کے انسان کو یہ بتاتی ہے کہ بے نیازی کا احساس ہی بغاوت کی جڑ ہے اور اس کا علاج رب کی طرف لوٹنے کی یاد اور سجدے کی کثرت ہے۔ طالب علم کے لیے اس میں یہ دائمی اصول محفوظ ہے کہ وہ اپنی تعلیم و صلاحیت کو غرور کا ذریعہ نہ بنائے بلکہ عاجزی و عبادت کا وسیلہ بنائے، کیونکہ اللہ کے قرب کا سب سے قریبی راستہ سجدہ ہے اور اسی میں دنیا و آخرت کی سربلندی ہے۔

سوال نمبر 4

سوال نمبر 4: سورۃ الشمس کا ترجمہ اور تفسیر کریں۔ (20)

تعارف

سورۃ الشمس قرآن مجید کی اکیانوے نمبر سورت ہے، اس میں پندرہ آیات ہیں اور یہ مکی سورت ہے۔ اس کا نام پہلی آیت کے لفظ "الشمس" یعنی سورج سے لیا گیا ہے۔ یہ سورت قسموں کے طویل سلسلے، انسانی نفس کی دوہری صلاحیت اور قوم ثمود کے تاریخی انجام کو یکجا کرتی ہے۔ اس کا مرکزی پیغام یہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے گناہوں میں دھکیل دیا وہ نامراد ہوا۔ اس کے آخر میں قوم ثمود کی مثال دے کر بتایا گیا ہے کہ جب پوری قوم گناہ اور اس کی حمایت میں جمع ہو جائے تو اللہ کا عذاب بھی اجتماعی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس سورت کے مطالعے سے طالب علم کو تزکیہ نفس کے قرآنی تصور اور تاریخ سے عبرت کے اصول دونوں ملتے ہیں۔

ترجمہ (مفہوم)

مفہوم یہ ہے: سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی، اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے، اور دن کی جب وہ اسے ظاہر کر دے، اور رات کی جب وہ اسے چھپا لے، اور آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اسے بنایا، اور زمین کی اور اس ذات کی جس نے اسے بچھایا، اور نفس کی اور اس ذات کی جس نے اسے درست بنایا، پھر اسے اس کی برائی اور پرہیزگاری سمجھا دی۔ بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے اس نفس کو پاک کیا، اور بے شک وہ نامراد ہوا جس نے اسے دھکیل دیا۔ ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے جھٹلایا، جب ان کا سب سے بدبخت شخص اٹھ کھڑا ہوا تو اللہ کے رسول نے ان سے کہا کہ اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی باری کا خیال رکھو، مگر انہوں نے رسول کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں، تو ان کے رب نے ان کے گناہ کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کیا اور انہیں برابر کر دیا، اور اسے اس کے انجام کا کوئی خوف نہیں۔ اس ترجمے میں قسموں کا سلسلہ آفاق کی نشانیوں سے شروع ہو کر انسانی نفس تک پہنچتا ہے، گویا پوری کائنات کو گواہ بنا کر نفس کی اصلاح و فساد کو زندگی کا اصل سوال قرار دیا گیا ہے۔

تفسیر و تشریح

اس سورت کی تفسیر میں پہلا نکتہ قسموں کی مناسبت ہے: دن رات اور سورج چاند کا نظام جس طرح اللہ کے مقرر کردہ توازن سے چلتا ہے اسی طرح انسانی نفس کے اندر بھی نیکی و بدی کی دونوں راہیں واضح کر دی گئی ہیں؛ کائنات کا نظم گواہ ہے کہ خالق نے کسی چیز کو بے مقصد نہیں بنایا۔ دوسرا نکتہ "الہام فجور و تقویٰ" کی حقیقت ہے کہ اللہ نے انسان کے اندر نیکی و بدی کی پہچان رکھ دی ہے؛ اب اختیار انسان کا ہے کہ وہ پرہیزگاری کی راہ سے نفس کو پاک کرے یا بدی کی راہ سے اسے آلودہ کرے۔ یہ آیت انسانی ضمیر کے وجود کی

دلیل بھی ہے کہ ہر انسان اندر سے اچھے برے میں امتیاز جانتا ہے۔ تیسرا نکتہ تزکیے کا مفہوم ہے کہ نفس کی پاکیزگی خود بخود نہیں ہوتی؛ عبادت، صحبت صالح، محاسبہ اور گناہوں سے اجتناب کے ذریعے اسے پروان چڑھایا جاتا ہے، جیسے باغ کی نگہداشت ہوتی ہے۔ چوتھا نکتہ قوم ثمود کی مثال سے ملتا ہے کہ اونٹنی اللہ کی نشانی اور معصوم جانور تھی، اسے قتل کرنے والا ایک شخص تھا مگر قوم نے اس کی تائید کی اور رسول کو جھٹلایا، اس لیے سزا پوری بستی پر آئی؛ اس سے اجتماعی ذمہ داری کا اصول نکلتا ہے کہ ظلم پر خاموش رضامندی بھی جرم میں شرکت ہے۔ آخری جملہ کہ اللہ کو انجام کا خوف نہیں، اس لیے ہے کہ دنیا کے بادشاہ انتقام کے نتائج سے ڈرتے ہیں مگر اللہ مطلق قدرت والا ہے، اس کا فیصلہ عدل پر ہوتا ہے اور کوئی طاقت اس سے باز پرس نہیں کر سکتی۔

اس سورت کا پیغام آج کے مسلمان کے لیے براہ راست ہے۔ جدید دور میں نفس کی آلودگی کی صورتیں بدل گئی ہیں: خواہشات کی فراوانی، گناہ تک آسان رسائی اور ماحول کی بے حیائی انسان کو بتدریج اسی "دھکیلنے" کی طرف لے جاتی ہے جس کی ناکامی سورت نے بیان کی ہے۔ اس کے مقابل تزکیہ کا راستہ یہ ہے کہ انسان روزانہ اپنا محاسبہ کرے، فرض عبادات کی حفاظت کرے، نگاہ و زبان پر قابو رکھے اور ایسی صحبت اختیار کرے جو نیکی کی طرف لے جائے۔ قوم ثمود کی مثال معاشرے کو بھی خبردار کرتی ہے کہ اگر برائی پر اجتماعی خاموشی اختیار کر لی جائے تو نقصان سب کو پہنچتا ہے؛ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری اسی اصول کی عملی صورت ہے۔ طالب علم اگر اس سورت کو سمجھ کر پڑھے تو اسے اپنی زندگی کا ایک واضح پیمانہ مل جاتا ہے کہ ہر عمل یا تو نفس کو پاک کر رہا ہے یا اسے دھکیل رہا ہے، اور کامیابی و ناکامی کا فیصلہ اسی پیمانے پر ہو گا۔

اس سورت کی قسموں پر ایک نظر اور ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے بڑی بڑی کائناتی نشانیوں کو گواہ بنا کر ایک باطنی حقیقت بیان کی ہے؛ اس اسلوب سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ قرآن کی نظر میں اصل اہمیت ظاہری شان و شوکت کی نہیں بلکہ اس باطن کی ہے جو آنکھ سے نظر نہیں آتا۔ دنیا انسان کو اس کے مال، عہدے اور ظاہری کامیابی سے جانچتی ہے، مگر قرآن کا پیمانہ نفس کی پاکیزگی ہے۔ اسی لیے اس سورت کو حفظ و تلاوت کے ساتھ خود احتسابی کی مشق بنانا چاہیے کہ ہر دن کے اختتام پر انسان خود سے پوچھے کہ آج کے اعمال نے میرے نفس کو پاک کیا یا اسے آلودگی کی طرف دھکیلا؛ جس دن یہ سوال عادت بن جائے اس دن سے سورت کا پیغام کتاب سے نکل کر زندگی میں اتر آتا ہے۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ سورۃ الشمس آفاق و انفس کی قسموں کے بعد زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ سناتی ہے کہ پاک نفس والا کامیاب اور آلودہ نفس والا نامراد ہے، اور قوم ثمود کی تباہی اس فیصلے کی تاریخی شہادت ہے۔ اس کا ترجمہ ہمیں ان حقائق سے آگاہ کرتا ہے اور اس کی تفسیر ان پر عمل کا راستہ دکھاتی ہے۔ طالب علم کے لیے اس میں اصل سبق یہ ہے کہ وہ معلومات بڑھانے کے ساتھ اپنے نفس کی اصلاح کو بھی اپنا مستقل کام بنائے، کیونکہ علم کا اصل پھل تزکیہ ہے؛ جس دن انسان کا باطن سنور جائے اس دن اس کی دنیا بھی سنورتی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی اسی کے حصے میں آتی ہے۔ بس یہ بصارت اس سورت نے دی ہے۔

سوال نمبر 5

سوال نمبر 5: سورۃ الشمس کا ترجمہ کرتے ہوئے اس سے مرکب اضافی کی فہرست علیحدہ بنائیں۔ (20)

تعارف

یہ سوال اسی سورۃ الشمس سے متعلق ہے جس کا تفصیلی ترجمہ و تفسیر پچھلے سوال میں پیش کیا گیا، مگر اس بار مطلوب یہ ہے کہ ترجمے کے ساتھ سورت میں آنے والے مرکب اضافی الگ کر کے دکھائے جائیں۔ سورۃ الشمس قرآن مجید کی اکیانوے نمبر مکی سورت ہے جس میں پندرہ آیات ہیں۔ اس میں سورج چاند اور دن رات کی قسموں کے بعد نفس انسانی کی فلاح و خسارہ کا فیصلہ سنایا گیا ہے اور قوم ثمود کے انجام کو اس کی عملی مثال بنایا گیا ہے۔ نحوی اعتبار سے یہ سورت مرکب اضافی کی مثالوں سے بھرپور ہے، کیونکہ اس میں متعدد اسماء ضمیروں کی طرف مضاف ہوئے ہیں اور بعض اہم مرکبات خالص اسماء سے بھی بنے ہیں، جیسے رسول اللہ اور ناقۃ اللہ۔ اس لیے یہ سورت اضافت کی پہچان سیکھنے کے لیے بہترین مثال ہے۔ نیچے پہلے سورت کا جامع ترجمہ و مفہوم پیش کیا جاتا ہے، پھر مرکب اضافی کی باقاعدہ فہرست دی جاتی ہے جس میں مضاف اور مضاف الیہ الگ الگ دکھائے گئے ہیں۔

ترجمہ (مفہوم)

مفہوم یہ ہے کہ سورج اور اس کی دھوپ کی قسم، چاند کی قسم جب وہ سورج کے پیچھے آئے، دن کی قسم جب وہ سورج کو ظاہر کر دے اور رات کی قسم جب وہ اسے ڈھانپ لے؛ آسمان کی اور اسے بنانے والے کی قسم، زمین کی اور اسے بچھانے والے کی قسم، اور نفس کی اور اسے درست بنانے والے کی قسم جس نے اسے اس کی برائی اور بچاؤ کی راہ سمجھا دی؛ یقیناً وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا اور وہ نامراد ہوا جس نے اسے گناہوں میں دھکیلا۔ ثمود نے سرکشی میں حق کو جھٹلایا؛ جب ان کا بدبخت ترین آدمی تیار ہوا تو اللہ کے رسول نے خبردار کیا کہ اللہ کی اونٹنی اور اس کی پانی پینے کی باری کی حفاظت کرو، لیکن انہوں نے جھٹلایا اور اونٹنی کو مار ڈالا، چنانچہ ان کے رب نے ان کے گناہ کے سبب ان پر ہلاکت مسلط کی اور سب کو برابر کر دیا، اور اللہ کو اس کے انجام کی کوئی پرواہ نہیں۔ اس مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ سورت کا محور نفس کی اصلاح ہے اور قوم ثمود کی سرکشی اسی محور کی تاریخی تائید ہے۔

مختصر تشریح

اس ترجمے کی تشریح میں یہ نکتہ بنیادی ہے کہ سورت نے کامیابی و ناکامی کا معیار بیرونی حالات کے بجائے باطنی کیفیت رکھا ہے: نفس پاک ہو تو انسان کامیاب ہے خواہ دنیا میں اس کے پاس کچھ بھی ہو، اور نفس آلودہ ہو تو وہ نامراد ہے خواہ اس کے پاس طاقت و دولت ہی کیوں نہ ہو۔ قوم ثمود اس ناکامی کی تصویر ہے کہ انہیں نبی بھی ملا، نشانی بھی ملی اور مہلت بھی ملی، مگر انہوں نے اپنے نفس کی سرکشی کو قابو نہ کیا اور ایک مجرم کی تائید میں پوری قوم شریک ہو گئی جس کا نتیجہ اجتماعی ہلاکت کی صورت میں نکلا۔ دوسری طرف یہ نکتہ بھی نوٹ کریں کہ سورت میں رب کی نسبت بار بار ضمیروں کے ساتھ آئی ہے، جیسے ان کا رب اور اس کے رسول؛ یہی نسبتیں اضافت کی صورت اختیار کرتی ہیں جن کی فہرست مطلوب ہے۔ لہٰذا ذیل کی نحوی فہرست کو اسی پس منظر میں دیکھنا چاہیے کہ اضافت یہاں محض گرامر کا کھیل نہیں بلکہ تعلق و نسبت کا بیان ہے: مخلوق کا اپنے خالق سے، رسول کا اپنی امت سے اور انسان کا اپنے نفس سے تعلق انہی مرکبات سے ظاہر ہوتا ہے۔

مرکب اضافی کی فہرست

مرکب اضافی میں پہلا اسم مضاف اور دوسرا مضاف الیہ ہوتا ہے اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔ سورۃ الشمس میں اس کی دو بڑی قسمیں ملتی ہیں: ایک وہ جہاں مضاف الیہ کوئی اسم ظاہر ہے، جیسے "رَسُولُ اللّٰہِ" میں لفظ اللہ مضاف الیہ ہے؛ اور دوسری وہ جہاں مضاف الیہ ضمیر ہے، جیسے "ضُحَاهَا" میں "هَا" یعنی اس کی ضمیر۔ ذیل کی فہرست میں نمایاں مثالیں ترتیب سے درج ہیں اور ہر مثال کے آگے اردو مفہوم بھی دیا گیا ہے تاکہ طالب علم ترکیب کے ساتھ مفہوم کو بھی جوڑ سکے۔

نمبر	مرکب اضافی	مضاف	مضاف الیہ	مفہوم
1	ضُحَاهَا	ضُحَا	هَا (اس کی)	اس (سورج) کی دھوپ
2	بُنِيٰهَا / بَنَاهَا	بَنَا	هَا (اس کو/کی)	اس (آسمان) کو بنانا
3	رَسُولُ اللّٰهِ	رَسُول	اللّٰه	اللہ کے رسول
4	نَاقَةَ اللّٰهِ	نَاقَة	اللّٰه	اللہ کی اونٹنی
5	سُقْيَاهَا	سُقْيَا	هَا (اس کی)	اس (اونٹنی) کے پینے کی باری
6	رَبُّهُمْ	رَبّ	هُمْ (ان کا)	ان کا رب
7	ذَنْبِهِمْ	ذَنْب	هِمْ (ان کے)	ان کے گناہ
8	عُقْبَاهَا	عُقْبَا	هَا (اس کا)	اس (واقعے) کا انجام

اس فہرست پر غور کرنے سے دو باتیں خاص طور پر واضح ہوتی ہیں۔ پہلی یہ کہ قسموں والے حصے میں ضمیری اضافت کثرت سے ہے، کیونکہ وہاں ہر چیز کی نسبت اسی ذات کی طرف لوٹائی گئی ہے جس نے اسے بنایا؛ اس سے توحید کا مفہوم گرامر کی ساخت سے بھی جھلکتا ہے کہ آسمان و زمین اور سورج و چاند سب اسی کے ہیں اور اسی کے نظام کے تابع

ہیں۔ دوسری بات یہ کہ "رَسُولُ اللّٰہِ" اور "نَاقَۃُ اللّٰہِ" جیسی اضافت تشریف و عظمت کے لیے ہے کہ رسول اور اونٹنی کو اللہ کی نسبت نے خاص شرف بخشا، اسی لیے اونٹنی کا قتل محض ایک جانور کا قتل نہیں بلکہ اللہ کی نشانی کی توہین تھا۔ طالب علم اگر اس فرق کو سمجھ لے کہ اضافت کبھی ملکیت، کبھی نسبت اور کبھی تشریف کے لیے آتی ہے تو قرآن کے ترجمے میں ان مرکبات کا مفہوم کہیں زیادہ درست ہو جاتا ہے۔ مشق کا طریقہ یہی ہے کہ ہر مرکب کو پڑھ کر پہلے مضاف و مضاف الیہ الگ کریں، پھر اردو میں "کا، کے، کی" لگا کر مفہوم بنائیں۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ سورۃ الشمس کا ترجمہ نفس کی فلاح و خسارے اور قوم ثمود کے انجام کا پیغام دیتا ہے۔ اس کے مرکب اضافی کی فہرست اس پیغام کی نحوی ساخت کو بھی روشن کر دیتی ہے۔ خاص طور پر اللہ کی طرف ہونے والی اضافتیں اس سورت کے توحیدی مزاج کو نمایاں کرتی ہیں۔ طالب علم کے لیے اس سوال کا دوہرا فائدہ ہے: ایک طرف وہ سورت کے مفہوم سے زندگی کا سبق حاصل کرتا ہے اور دوسری طرف عربی ترکیب کی وہ بنیادی مہارت سیکھتا ہے جس کے بغیر قرآنی متن کا درست ترجمہ ممکن نہیں ہوتا۔ اسی امتزاج سے یہ مشق مکمل ہوتی ہے کہ عقیدہ و عمل کی رہنمائی کے ساتھ زبان کی درستی بھی حاصل ہو جائے۔



شکل: مشق نمبر 2 میں شامل سورتوں اور نحوی کاموں کا خاکہ (وضاحتی خاکہ)